مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ

حضرت مولانا **مفتی محمد نعیم صاحب** لودھیانویؒ لدھیانہ کے مشہور قدیم علمی خاندان کے ممتاز فرد تھے۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ کے آخری دور کے تلامذہ میں سے تھے۔ ابتدائی زمانہ تدریس میں گزرا۔ اچھے اچھے مدرسوں میں صدر مدرس رہے بعد میں سیاسی تحریکات میں انہماک ہوگیا۔ کانگرس اور جمعیت علماء سے وابستہ اور اچھے عہدوں پر رہے۔ بار بار جیل بھی گئے لیکن ملک کی تقسیم کے فیصلہ کے بعد مشرقی پنجاب کے دوسرے عام مسلمانوں کی طرح ان کو بھی اپنے خاندان کے ساتھ پاکستان منتقل ہونا پڑا۔

راقم سطور پر مفتی صاحب کا خاص الخاص احسان ہے۔ ناظرین الفرقان میری اس سرگزشت سے الفرقان ہی کے ذریعہ سے واقف ہو چکے ہیں کہ ابتدائی عربی تعلیم میں میرے کئی سال ضائع ہوئے۔ جس کے متعدد اسباب میں سے ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ مجھے بہت کم عمری میں عربی یعنی

اس کی صرف نحو شروع کرادی گئی تھی۔ اس کی مروجہ درسی کتابیں میزان، پنج گنج، نحو میر وغیرہ مجھے پڑھائی جاتی تھیں اور اس طرح پڑھائی جاتی تھیں کہ میں اس عمر میں بالکل نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اس لیے وہ پڑھنا میرے لئے سراسر بوجھ تھا بلکہ واقعہ یہ ہے کہ میرے اندر اس لاحاصل اور غیر مفہوم پڑھائی سے ایک طرح کی بیزاری تھی۔

میرے وطن سنبھل میں کئی عربی مدرسے تھے اور ہر سال میرا ایک مدرسہ سے دوسرے مدرسہ میں تبادلہ ہوتا رہتا تھا۔ جب ایک مدرسہ میں پڑھتے پڑھتے سال پورا ہو جاتا اور گھر والے محسوس کرتے کہ مجھے کچھ نہیں آیا تو اگلے سال دوسرے مدرسہ میں بھیج دیا جاتا۔ اس دوسرے مدرسہ میں سال پورا کرنے کے بعد بھی میں وہیں رہتا جہاں پہلے تھا۔ کئی سال میرے اسی طرح گزر چکے تھے کہ ۱۳۳۷ھ (۱۹۱۸ء) میں مولانا **مفتی محمد نعیم صاحب** سنبھل کے "مدرسۃ الشرع" میں صدر مدرس ہو کر آگئے۔ ہمارے ہی محلہ کے ایک عالم صاحب نے جو اچھے طبیب بھی تھے میرے والد صاحب سے مفتی صاحب کا ذکر کیا اور مشورہ دیا کہ مجھے پڑھنے کے لیے ان کے پاس بھیج دیا جائے۔ چنانچہ اگلے ہی دن میں ان کی خدمت میں "مدرسۃ الشرع" بھیج دیا گیا۔ انہوں نے مجھ سے کچھ پوچھ گچھ کی۔ اس میں میرے ذاتی اور گھریلو حالات بھی پوچھے اور اندازہ لگایا کہ مجھے اس تعلیم سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور بس مارے باندھے گھر والوں کے جبر سے اب تک مدرسوں میں جاتا رہا ہوں۔

انہوں نے اپنی باتوں سے مجھے مانوس کر کے بڑی شفقت سے فرمایا کہ تم سوچ سمجھ کر اپنے بارے میں خود فیصلہ کرو۔ اگر تمہارا ارادہ عربی پڑھنے کا نہیں ہے، کچھ اور پڑھنا یا کچھ اور کرنا چاہتے ہو تو صفائی سے ہم کو بتادو۔ ہم تمہارے والد صاحب کو مشورہ دیں گے کہ تم کو اس لائن پر لگائیں۔ اور اگر تمہارا ارادہ عربی پڑھنے کا ہو تو ہم تمہیں پڑھائیں گے اور خدا نے چاہا تو تم بہت جلد پڑھ لو گے۔ ان کے اس مشفقانہ اور حکیمانہ طرز عمل نے دل کے رخ کو بدل دیا اور میں نے پڑھنے کا ارادہ کر لیا اور مفتی صاحب سے عرض کر دیا۔ انہوں نے ایک خاص انداز سے پڑھانا شروع کیا اور

واقعہ یہ ہے کہ میں جو کچھ کئی سال میں نہیں پڑھ سکا تھا وہ میں نے ان سے چند مہینوں میں پڑھ لیا۔ مفتی صاحب تو اس سال کے بعد سنبھل تشریف نہیں لائے لیکن میری تعلیم کی گاڑی صحیح لائن پر چل پڑی اور علم کا جو حصہ مقدر تھا وہ مجھے اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمادیا۔

بہر حال میری تعلیم میں بنیادی حصہ مولانا **مفتی محمد نعیم صاحب** لدھیانوی علیہ الرحمۃ کا ہے۔ اس لئے وہ میرے بہت بڑے محسن تھے۔ پچھلے دنوں دار العلوم دیوبند جانا ہوا تو پہلے وہیں ان کی خبر وفات سنی۔ اس کے بعد ساہیوال پاکستان سے ان کے بڑے صاحبزادے مولانا ضیاء الحسن صاحبؒ کا اطلاعی مکتوب بھی ملا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت ورحمت کا خاص معاملہ فرمائے۔ بالخصوص اس ناچیز پر ان کا جو علمی احسان ہے اس کا ان کو بہتر سے بہتر صلہ دار آخرت میں عطا فرمائے اور فضل خاص سے نوازے۔ ناظرین کرام سے بھی دعا کی استدعا ہے۔